اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''قانون تحفظ ناموسِ رسالت'' کے تحت گرفتار شدہ بعض اشخاص کی مثالیں دے کر وطنِ عزیز کا سیکولر طبقہ یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانانِ پاکستان کا اقلیتوں کے ساتھ سلوک عدل وانصاف اور رواداری پر مبنی نہیں، اور مسلمانانِ پاکستان میں سے جو جتنا مذہب دوست ہے، اِسی قدر عدمِ رواداری کا شکار ہے۔ کیا یہ تاثر حقیقت پر مبنی ہے؟ اِس سوال کا جواب واقعات خود دیتے ہیں۔

اقلیتی برادریوں کے افراد پاکستان کے تمام حصوں، حتیٰ کہ بعض دور دراز دیہات میں آباد ہیں۔ مثال کے طور پر ''وفاقی حکومت کے زیرِ انتظام قبائلی علاقوں'' کی ۳ء۷ فیصد آبادی غیر مسلم ہے۔ قبائلی علاقوں کے پٹھان پورے ملک میں اپنی روایت پسندی اور اقدار کے احترام کی وجہ سے معروف ہیں، مگر اِن سخت گیر پٹھانوں کے درمیان رہنے والی اقلیتی برادریوں کو اُن سے کوئی شکایت نہیں۔ اگر اِس علاقے کی اکثریتی آبادی کا اقلیتوں سے اچھا سلوک نہ ہوتا تو صوبہ سندھ (اقلیتی آبادی کل آبادی کا ۳ء۷ فیصد ہے۔) کے بعد اتنی بڑی تعداد قبائلی علاقوں میں رہائش پذیر نہ ہوتی۔

اقلیتوں کے ساتھ رواداری پر مبنی سلوک ایک بات ہے، اور اپنے دین اور اس کے ساتھ محبت اور لگاؤ دوسری بات ہے۔ مسلمانانِ پاکستان کی غالب اکثریت سمجھتی ہے کہ وہ دستوری طور پر اقلیتوں کے حقوق کی محافظ ہے۔ دستور میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ قانون واخلاق کے دائرے میں ''ہر شہری کو اپنے مذہب کے اظہار، اِس پر عمل کرنے اور اِس کی اشاعت کا حق حاصل ہے،'' نیز ''ہر مکتبِ فکر کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے اور اُنہیں ترقی دینے کا حق حاصل ہے۔'' اقلیتی

برادریاں اپنی نئی نسل کی پرورش اپنے دین وعقائد کے مطابق کرنے کا حق رکھتی ہیں اور وہ کسی بھی ایسی تقریب میں شرکت سے مستثنٰی ہیں جو اُن کی مذہبی روایات واقدار کے مطابق نہ ہو۔ دستور کی رو سے ریاست ''اُن کے جائز مفادات اور حقوق کی محافظ ہے۔'' اِن حقوق ومفادات میں وفاقی اور صوبائی ملازمتوں میں اُن کا حصہ بھی شامل ہے۔ وہ اپنی ''زبان، اِس کے رسم الخط اور ثقافت'' کے ''تحفظ وبقاء'' کے لیے اقدامات کرسکتی ہیں۔ ''رنگ، نسل، مذہب یا جائے پیدائش'' کی بنیاد پر پاکستان کے شہریوں کے درمیان کوئی امتیازی سلوک نہ برتا جائے گا۔

مسلمانانِ پاکستان، اور بالخصوص ۱۹۷۳ء کے دستور سازوں کی فراخ دلی اور رواداری کا اظہار اِس امر سے بھی ہوتا ہے کہ قومی اسمبلی میں اقلیتی برادریوں کے لیے دس اور صوبائی اسمبلیوں میں مجموعی طور پر ۲۳ نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ قانون ساز اداروں میں دُنیا کے مختلف ممالک نے کم ہی اقلیتوں کو ایسی مراعات دی ہیں۔ اقلیتوں کے ساتھ روا دارانہ سلوک کے ساتھ مسلمانانِ پاکستان خواجۂ یثرب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر کٹ مرنے کو اپنے ایمان کا تقاضا سمجھتے ہیں۔ ماضی میں اُنہوں نے اس کی متعدد مثالیں پیش کی ہیں، اور آج بھی وہ کسی دریدہ دہن کو اِس بات کی اجازت دینے کو تیار نہیں کہ وہ ناموسِ رسالت کے منہ آئے۔ اِس میں کسی مذہب یا مکتبِ فکر کے درمیان کوئی تمیز نہیں کی گئی۔ اگر کوئی بدبخت، چاہے اُس نے مسلمانوں کے گھر ہی میں کیوں نہ جنم لیا ہو، ناموسِ رسالت سے کھیلتا ہے تو مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کے مطابق اُسے وہی سزا ملنا چاہیے جو ''قانونِ تحفظ ناموسِ رسالت'' میں تجویز کی گئی ہے۔

ضرورت اِس امر کی ہے کہ وطنِ عزیز کے اقلیتی رہنما، جو مسلمانوں کے عقائد اور جذبات سے چنداں ناواقف نہیں، ''قانون تحفظ ناموسِ رسالت'' کے خلاف مہم چلانے کے بجائے معاشرے میں دوسروں کے جذبات کا احترام کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آنے کا پیغام عام کریں۔